جبری شادی۔تنقیدی جائزہ

تحریر: عفت طاہرہ، لیکچرار اسلامیات،
پرنسپل یوسف پبلک سکول، باغبانپورہ، لاہور

اسلامی فقہ اکیڈمی نئی دہلی انڈیا کی طرف سے انقلاب ماہیت، انٹرنیٹ اور زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق سوالات کے علاوہ ''جبری شادی'' کے متعلق بھی چند غور کے متقاضی اور فوری حل طلب سوالات سہ ماہی منہاج دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور کے شمارہ جنوری تا جون ۲۰۰۱ء میں طبع ہوئے ہیں اور اہل علم کو ان کا جواب لکھنے کی دعوت دی گئی ہے۔ راقمہ نے درج ذیل سطور میں جبری شادی سے متعلق اٹھائے گئے سوالات یا اشکالات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ ہندوپاک کے حوالے سے ان سوالات کا ایک خاص پس منظر بھی بیان کیا گیا ہے مگر جواب سے قبل ان سوالات کا درج کر دینا مناسب ہوگا۔ چنانچہ ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ:

۱۔ عاقلہ بالغہ لڑکی کے نکاح میں شریعت نے اس کی رضامندی کو بہت اہمیت دی ہے۔ جیسا کہ احادیث نبویہ سے واضح ہے۔ کیا وہ صورت رضامندی میں شامل ہوگی جبکہ لڑکی کو ڈرا دھمکا کر یا زدوکوب کر کے یا نفسیاتی دباؤ ڈال کر یا پاسپورٹ ضائع کر دینے کی دھمکی دے کر اس سے نکاح کیلئے ہاں کہلوایا گیا جبکہ وہ دل سے اس نکاح پر راضی نہیں ہے؟

۲ اصول یہ ہے کہ نکاح کے انعقاد میں اکراہ موثر نہیں۔ دوسری طرف شریعت میں یہ اصول بھی تسلیم شدہ ہے کہ عاقل و بالغ پر اپنے تصرفات کے بارے میں جبر نہیں کیا جا سکتا اور عاقلہ بالغہ خاتون کو اپنے نفس پر پورا اختیار حاصل ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ لڑکی جس کا نکاح اس کے والدین یا دیگر اولیاء بغیر اس کی رضا کو جانے اپنی مرضی سے کر رہے ہیں جبکہ وہ لڑکی شروع ہی سے اپنی عدم رضا کا اظہار اور انکار کرتی چلی آ رہی ہے مگر اسے دھوکہ دے کر اس پر نفسیاتی دباؤ ڈال کر یا زدوکوب کر کے ڈرا دھمکا کر یا مختلف النوع غیر معمولی دباؤ ڈال کر اس سے بوقت نکاح جبر و دباؤ کے ساتھ ہاں کرا لیا جاتا ہے یا زبردستی دستخط کرا لیے جاتے ہیں تو کیا یہ اس کی رضا اور حقیقی اذن تسلیم کیا جائے گا۔؟

۳- برطانیہ کے ماحول میں پرورش پانے والی لڑکی اور ہندوستان میں پرورش پانے والے لڑکے کے درمیان جو معاشرتی فرق ہے اور جس طرح یہ بے جوڑ شادیاں انجام پارہی ہیں اس صورت میں کیا لڑکی کو یہ دعویٰ کرنے کا حق ہے کہ میری شادی جس شخص سے کی جارہی ہے وہ میرا کفو نہیں ہے؟ اس لئے بربنا کفاءت مجھے حق تفریق حاصل ہے؟

۴- اوپر جس قسم کے نکاح کا ذکر ہوا اس کے بعد کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ دونوں کے درمیان زن وشوئی تعلقات بھی قائم ہوجاتے ہیں اور کبھی زن وشوئی تعلقات قائم ہونے کی نوبت نہیں آتی - دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہے یا الگ الگ؟ تحریر فرمائیں-

۵- قاضی یا شرعی کونسل کے سامنے اگر اس طرح کا کیس آتا ہے اور قاضی یا شرعی کونسل کو فریقین کے بیانات وغیرہ کے بعد اس بات کا یقین ہوجاتا ہے کہ لڑکی کو جبر واکراہ کے ذریعے نکاح پر مجبور کیا گیا تھا حالانکہ لڑکی کسی طرح نکاح کو منظور کرنے کو تیار نہ تھی اور نہ اس شوہر کے ساتھ رہنے پر راضی تھی تو کیا شرعی کونسل یا قاضی اس نکاح کو فسخ کرسکتے ہیں؟ (بحوالہ سہ ماہی منہاج لاہور شمارہ جنوری تا جون ۲۰۰۱ء)

نکاح کی اہمیت:

مذکورہ سوالات کے جوابات لکھنے سے قبل ضروری ہے کہ نکاح کے معنی ومفہوم اور اہمیت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھیں- نیز اس میں ولی کا اختیار کس قدر ہے- اس کے متعلق بحث کریں' علاوہ ازیں مختلف فقہی مسالک اس مسئلے کو کس طرح بیان کرتے ہیں- ان کی آراء کا بھی مختصر جائزہ لیتے ہیں- چنانچہ ازدواج کیلئے عربی لفظ ''نکاح'' ہے- قرآن میں اس کو ''مِيثَاقًا غَلِيظًا''(۱) (پختہ عہد) قرار دیا گیا ہے- اس کی رو سے میاں بیوی دونوں اپنے کندھوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں- قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر تاکید ازدواج کا حکم دیا گیا ہے سوائے اس کے کوئی خاص مانع ہو- چنانچہ سورۃ النور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ''(۲)

(تم میں سے جو مجرد ہیں ان کے نکاح کردو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو صلاحیت رکھتے ہیں اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے غنی کردے

گا- اللہ فراخی عطاء کرنے والا اور علم والا ہے)

نکاح انبیاء کرام کی سنت ہے- چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

''وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّة''(۳)

(اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی رسول بھیجے اور انہیں بیویاں دیں اور اولاد بھی دی''

نکاح کی اہمیت نبی اکرم ﷺ کے قول وذاتی عمل سے بھی ثابت ہوتی ہے- چنانچہ بخاری شریف میں حدیث مبارکہ ہے- حضور ﷺ نے فرمایا:

''من استطاع منکم الباء ةفلیتزوج لانه 'انحض للبعر واحصن للفرج''(۴)

(جو شخص جماع پر قادر ہو وہ نکاح کرے- نکاح کرنے سے نظر نیچی اور شرمگاہ زنا سے محفوظ رہے گی''

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

''عن عبداللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یا معشر الشباب من یستطع منکم الباء ةفلیتزوج فانه انحض للبعرواحسن للفرج وان لم یتطع فعلیه بالصوم فانه له' وجاء''(۵)

(عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی نکاح کی طاقت رکھے تو وہ ضرور نکاح کرے- اس سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ محفوظ' اور جسے نکاح کی طاقت نہ ہو تو روزہ اس کیلئے ڈھال ہے)

نکاح کا مفہوم:

مختلف فقہی مسالک نکاح کے مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں:

احناف کے نزدیک''نکاح ایسا معاملہ ہے جو اس ارادہ سے کیا جائے کہ ایک شخص عورت کے تمام جسم بشمول عضو مخصوص سے حظ اندوز ہونے کا مالک ہو''(۶)

مالکیہ نکاح کے مفہوم کو ان معنوں میں بیان کرتے ہیں:

''نکاح محض جنسی لذت کیلئے ایک معاملہ ہے جو حصول لذت سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کیا جاتا ہے''

حنابلہ ''اس کو منفعت استمتاع'' کیلئے معاملہ قرار دیتے ہیں۔
شوافع ''نکاح کو ایسا معاملہ کہتے ہیں کہ اس سے مباشرت کی ملکیت کا اختیار حاصل ہوتا ہے''
مزید نکاح کا حالت اعتدال میں کرنا سنت ہے اور شدت شہوت کی حالت میں واجب ہے اور اگر آدمی کو یہ خوف لاحق ہو کہ احکام نکاح کی پابندی کرنے میں اس سے ظلم صادر ہوگا تو اس کا نکاح کرنا مکروہ ہے۔(۷)

مزید تائید علامہ علاء الدین الکاسانی اپنی کتاب ''بدائع الصنائع'' میں پیش کرتے ہیں:

''صحابہ کرامؓ و حنفی فقہاء کے ظاہر اقوال کے بموجب نکاح کی مشغولیت نفل نماز سے افضل ہے''(۸)

نکاح کے لوازمات:

نکاح کیلئے چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔مثلاً ولی، مہر، گواہ، ایجاب وقبول وغیرہ تقریباً تمام آئمہ کرام لازمی امور کو زیر بحث لاتے ہیں۔ان امور میں زیر بحث سوالات کی مناسبت سے ہم ذیل میں ولی کے اختیار پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

ولی کا اختیار:

ولی کی جمع اولیاء ہے۔ولایت چار باتوں سے ثابت ہوتی ہے۔قرابت اور وراثت سے اور ولاء سے اور ولاء سے اور امامت سے اور بادشاہت سے جو لوگ ولی ہیں بوجہ فسق کے خارج نہیں ہوسکتے۔بشرطیکہ ہتک حرمت نہ کریں۔مجنون اگر برابر ایک ماہ تک حالت جنون میں رہے تو ولایت سے خارج ہوگا۔مملوک و مرتد و صغیر کی ولایت نہیں ہے اور کافر کی ولایت کافر پر ہے۔(۹)

کسی بھی لڑکے/لڑکی کے نکاح کیلئے سرپرست کا ہونا لازمی امر ہے۔یہ باپ، دادا، بھائی، چچا، تایا، ماموں یا کوئی بھی مقرر کردہ سرپرست ہوسکتا ہے۔ولی کے ہونے کے متعلق تو تقریباً تمام آئمہ کرام متفق علیہ ہیں مختلف فقہی مسالک میں جو اختلاف موجود ہے وہ ولی کے اختیار کے متعلق ہے کہ ولی اپنے زیر تولیت پر کس قدر اختیار رکھتا ہے۔اس سلسلے میں ہم مختلف فقہی مسالک کی رو سے ولی کے اختیار کا جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ حنابلہ، مالکی، شوافع کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عقد نکاح میں ولی کا ہونا لازمی ہے۔لہذا ہر وہ نکاح جو ولی یا اس کے قائم مقام کے بغیر ہو باطل ہے۔حنفی اس سے اختلاف کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ولی کا ہونا صغیر سن، دیوانی بالغ عورت کیلئے تو ضروری ہے مگر بالغ عورت خواہ باکرہ ہو یا شوہر دیدہ اس

کوحق حاصل ہے کہ جس سے چاہے اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر وہ غیر کفو میں شادی کرتی ہے تو اس صورت میں ولی کو نہ صرف اعتراض بلکہ فسخ نکاح کا بھی حق حاصل ہے۔

۲۔ وہ اصحاب جو ولی کا ہونا نکاح کیلئے لازمی قرار دیتے ہیں ولی کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ ولی مجبر اور ولی غیر مجبر۔ ولی مجبر سے مراد وہ ولی ہے جس کو اپنی زیر تولیت کا جبراً بھی شادی کر دینے کا حق حاصل ہے۔ اور ولی غیر مجبر سے مراد وہ ولی ہے جسے جبراً شادی کرانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ شوافع وحنابلہ کے نزدیک ولی مجبر باپ اور دادا ہے جبکہ مالکیہ کے نزدیک ولی مجبر صرف باپ ہے۔

۳۔ ان اصحاب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شوہر دیدہ عورت جس کی بکارت بوجہ نکاح ضائع ہو چکی ہے جبر نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اس کے عقد نکاح کر دینے کا حق ولی کو حاصل ہوگا۔ اگر وہ ولی کے بغیر شادی کر لے تو وہ باطل ہوگی۔ اس عورت کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ صریح الفاظ میں اپنی رضامندی کا اظہار کرے گی۔ اور ولی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کی شادی کا کام سرانجام دے۔ یہ احکام اس صورت میں ہیں کہ جب لڑکی بڑی عورت اور بالغہ ہو لیکن اگر وہ غیر باکرہ اور صغیر سن ہے تو ولی مجبر بالغ ہونے سے قبل اس کی رضامندی کے بغیر اس کی شادی کر سکتا ہے۔

۴۔ مالکی، شوافع اور حنابلہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگرچہ عقد کی انجام دہی کیلئے ولی غیر مجبر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی زیر تولیت لڑکی کی شادی اس کی اجازت اور صریح رضامندی کے بغیر کر دے درآنحالیکہ وہ بالغ اور فی الواقع غیر باکرہ ہو یا غیر باکرہ کے ضمن میں ہو۔ صغیر سن کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اگر وہ نو سال سے کم کی ہو تو ولی غیر مجبر کیلئے کسی حال میں بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی شادی کرے۔ مزید اختلاف یہ ہے کہ مالکی کہتے ہیں کہ اگر لڑکی کی عمر دس برس ہو جائے اور شادی نہ ہونے میں خرابی کا اندیشہ ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ وہ اس کی شادی اس کی اجازت سے کر دے۔ اس سلسلے میں دو رائیں ہیں، آیا اس کی رضامندی صریح الفاظ میں ضروری ہے یا محض خاموشی ہی کافی ہے؟ تو قابل ترجیح دوسری رائے ہے کہ خاموشی کو رضامندی تسلیم کیا جائے گا تاہم ولی پر واجب ہے کہ وہ اس بارے میں قاضی (حاکم شرع) سے مشورہ کرے۔ شوافع کی رائے ہے کہ باپ، دادا کے علاوہ کسی بھی ولی کو لڑکی کی شادی کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اگر وہ بلوغ کو نہ پہنچی ہو۔ اگر باپ، دادا نہ ہو تو کسی بھی حال میں یہ جائز نہیں کہ وہ اس چھوٹی لڑکی کی شادی کر دیں خواہ لڑکی غیر باکرہ ہو یا باکرہ۔

۵۔ شافعیہ، حنابلہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ولی مجبر میں سب سے زیادہ حق دار باپ کے بعد دادا ہوتا ہے جبکہ مالکی اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ولی بننے کا حق دار باپ کے بعد بیٹا ہوتا

ہے خواہ وہ ناجائز اولاد ہو- اس کا مطلب ہے کہ اگر کسی عورت کی باقاعدہ شادی ہوئی اور پھر وہ بیوہ ہوگئی -بعد میں اس کے ہاں ناجائز طور پر لڑکا پیدا ہوا تو اس بیٹے کو ولی بننے کا حق اس لڑکی کے باپ اور دادا سے زیادہ ہے- لیکن اگر باقاعدہ شادی سے پہلے ناجائز اولاد ہو تو اس لڑکے کو اس عورت کے باپ پر فوقیت حاصل نہ ہوگی- کیونکہ شافعیہ کے نزدیک زنا سے کنوارپن ضائع نہیں ہوتا- لہذا وہ باکرہ تصور کی جائے گی اور باپ اس کا ولی مجبر ہوگا-

۶- اس بات پر تمام آئمہ کرام اتفاق کرتے ہیں کہ فاسق شخص کا وکیل بننا ممنوع ہے- فاسق شخص کے فرائض وکالت کسی اور کی طرف منتقل ہو جائیں گے- حنفی اس سے اختلاف کرتے ہیں- وہ کہتے ہیں کہ وکیل بننا جس شخص کیلئے منع ہے وہ شخص ہے جو اپنے اختیار کے ناجائز طور پر استعمال کرنے میں بدنام ہو اگر وہ دھوکے سے غیر کفو میں شادی کر دے تو ایسی صورت میں صغیر سن کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ بالغ ہونے پر اس نکاح کو رد کر دے خواہ یہ شادی اس کے باپ ہی نے کیوں نہ کی ہو- مگر ولی اگر برا آدمی ہے مگر اپنے اختیار کا استعمال درست کرتا ہے اور عورت کی شادی بغیر فریب کے مہر مثل پر کی ہے بشرطیکہ اس کا ولی باپ یا دادا رہا ہو تو ایسی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل نہ ہوگا-

وہ لوگ جو ولی کے اختیار کو ثابت کرنے کیلئے قرآن وسنت سے استدلال کرتے ہیں ان کی آراء درج ذیل ہیں:

مالکیہ اور شافعی مسلک کی رو سے ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوسکتا خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ عاقلہ ہو یا بالغہ ہر حال میں ولی کا رضامند ہونا شرط ہے وہ اس سلسلے میں قرآن کی یہ آیت بطور دلیل پیش کرتے ہیں:

''فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوۡا بَيۡنَهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ''(۱۰)

(تم ان عورتوں کو اس بات سے مت روکو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کرلیں جبکہ وہ معروف طریقے سے باہم رضامند ہو)

مزید دلیل یہ ہے کہ:

''وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ''(۱۱)

(تم اپنے میں سے غیر شادی شدہ عورتوں کا نکاح کردو)

اس کے علاوہ نکاح کے معاملے میں ولی کے جبری اختیار کو ثابت کرنے کیلئے چند احادیث

نبوی ﷺ کو بطور دلائل پیش کرتے ہیں:

"ایماامراۃنکحت بغیراذن ولیھافنکاحھاباطل فنکاحھا باطل فنکاحھاباطل"(۱۲)

(جوکوئی عورت اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کرتی ہے اس کا نکاح باطل، باطل، باطل ہے)

"کل نکاح لم یحفرۃاربعۃفھوسفاح خاطب وولی وشاھدعادل"(۱۳)

(جس نکاح میں پیغام دینے والا، ولی، دو گواہ، عادل نہ ہو وہ نکاح زنا ہے)

"عن ابی موسی......لانکاح الابولی والسلطان ولی ھن له ولی له"(۱۴)

(کوئی نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوتا اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے)

اس حدیث کی تائید ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ میں بھی کی گئی ہے۔

امام مالک موطا میں لکھتے ہیں:

"عن سعیدبن المسیب انه قال عمر بن خطاب لا تنکح المراۃالاذن ولیھااو ذوی الرای من اھلھااوالسلطان"(۱۵)

(سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے فرمایا کہ عورت کا نکاح بغیر اس کے ولی کی اجازت سے یا اس کے خاندان میں سے جو شخص اہل رائے ہو یا حاکم وقت کے اذن سے ہوگا اگر عورت کا ولی موجود نہیں ہے)

اب وہ آئمہ کرام جو بغیر ولی کے نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں وہ قرآن وسنت سے استدلال پیش کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ قرآن سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"فَلاَ جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَافَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ"(۱۶)

(پس تم پر اس معاملے میں کوئی گناہ نہیں جب وہ اپنے بارے میں بہتر کرلیں)

نیز ارشاد ربانی ہے:

"فَاِنْ طَلَّقَهَافَلاَتَحِلُّ لَه، مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَه،"(۱۷)

(پس جب تم ان کو طلاق دے چکو تو وہ تمہارے لئے حلال نہیں سوائے اس کے کہ

دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلیں)

امام ابوحنیفہؒ اس سے دوطرح سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ آیت خودعورت کے اپنے نکاح کرنے کے حق کی جانب صریح ہے۔ دوسرے یہ کہ دوسرے شخص سے نکاح کرلینا پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرلینے کی حرمت کوختم کرنے کا باعث ہے جوخوداس عورت کے اپنے نکاح کرنے سے ختم ہوتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا دوسرے شوہر سے نکاح مؤثر ہوگا۔ نیز یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ ان دو آیات میں الفاظ ''فعلن'' اور ''تنکح'' کے صیغے تانیث کے طور پر استعمال ہوئے ہیں اور ان کا ''فاعل'' عورت ہے۔

علاوہ ازیں:

''وَاِذَاطَلَّقْتُمُ النِّسَاءِ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَاتَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ
اَزْوَاجَهُنَّ ''(۱۸)

(اور جب تم ان عورتوں کوطلاق دے چکواور وہ اپنی مدت پوری کرلیں تم ان کو
اس بات سے مت روکو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کرلیں)

اب کچھ احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ جس سے اندازہ ہوگا کہ بالغ عورت کی نکاح میں رضامندی ضروری ہے۔

''عن ابی هریرهؓ قال رسول اللهﷺقال:لاتنکح الایم حتی
تستامرولاتنکح البکرحتی تستاذن قالوایارسول اللهﷺ
وکیف اذنهاقال ان تسکت''(۱۹)

(ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ صاف زبان سے اجازت حاصل نہ کی جائے اور نہ ہی کنواری سے جب تک وہ صاف اذن نہ دے لوگوں نے پوچھا کنواری کا اذن کیا ہے؟ فرمایا اس کا اذن یہی ہے کہ وہ سن کر خاموش رہے)

''عن ابی هریرهؓ قال قال رسولﷺتستامرالیتمیه فی
نفسها فان سکت فهواذنها''(۲۰)

(ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا:یتیمہ سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پس اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہے)

"حدثناعثمان بن ابی شیبه 'حسین بن محمد' جریر بن ابن حازم عن ایوب عن مکرمه عن ابن عباس ان جاریة بکر اتت النبی ﷺ فذکرت اباهاتزوجها وهی کارهة فخیرها" (۲۱)

(عثمان ابن شیبہ' حسین بن محمد' جریر بن ابن حازم ایوب سے ایوب عکرمہ سے اور عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی نے آنحضور ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ اس کے باپ نے اس کی ناراضگی کے باوجود اس کا نکاح کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس کو اختیار دیا)

جبری نکاح:

دلائل کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ نکاح کی کن حالتوں میں ولی کا اختیار ثابت ہوتا ہے اور کن میں نہیں۔ اب اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ جبری نکاح منعقد بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس بارے میں علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

"نکاح......المره ومن حکم بامضاء نکاح مکره فحکمه مردودا ابدا والوطی فی ذلك النکاح زان" (۲۲)

(جو شخص بھی زبردستی نکاح کو جائز قرار دے گا اس کا حکم ہمیشہ مردود قرار پائے گا اگر کوئی شخص زبردستی نکاح کر کے مجامعت کرے گا تو وہ زبردستی نکاح کی وجہ سے زانی قرار پائے گا)

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے وہ نکاح فسخ کر دیے جن میں باپ نے لڑکی کی رضامندی کے بغیر دباؤ سے نکاح کیے تھے۔ چنانچہ ابن جوزیؒ نے یہ روایت درج کی ہے کہ:

"عن ابن عباس ان جاریة بکراتت النبی:فذکرت ان اباهازوجهافهی کارهة فخیرهانبی ﷺ" (۲۳)

(ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اس کے باپ نے ایک جگہ اس کا نکاح کر دیا ہے۔ مگر وہ اس سے ناخوش ہے مگر آپ ﷺ نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو باقی رکھے یا ختم کر دے)

ابن جوزیؒ مزید ایک روایت اس طرح لکھتے ہیں:

''عن ابن عمر قال کان النبی ﷺ تنزع النساء من ازواجھن ثیبات وابکارا بعد ان یزوجھن الاباء اذکر ھواذلک''(۲۴)

(ابن عمر لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی کنواری بیٹی کا نکاح کر دیا مگر لڑکی اس سے ناخوش تھی۔ پس نبی ﷺ نے اس نکاح کو ختم کر دیا)

جہاں تک جبر و اکراہ کا تعلق ہے تو یہ دین اسلام میں موجود ہی نہیں۔ ہمارے دین نے مرد اور عورت کو یکساں حقوق عطا کیے ہیں۔ نیز جہاں تک ولی بننے کا تعلق ہے تو وہ باپ' دادا' چچا' تایا' یا کوئی بھی مقرر کردہ سرپرست ولی ہوسکتا ہے۔ ولی کا مقصد اپنے دیئے اختیار کو استعمال کر کے جبر یا دباؤ سے رضامندی حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ ولی کا مقصد لڑکی کیلئے بہتر کفو کی تلاش ہوتی ہے۔ چونکہ لڑکی کی دنیاوی معاملات میں اتنی سمجھ بوجھ نہیں ہوتی کہ وہ ہر پہلو کی تحقیق کرے۔ لہذا ولی کا کام اس کیلئے بہتر کفو کی تلاش ہوتا ہے تاکہ اس کا تجویز کردہ شوہر حسب ونسب' مال' پیشے' امانت داری کے لحاظ سے لڑکی کے ہم پلہ ہو اور نیک صفات کا حامل ہو۔ چنانچہ ''صحیح بخاری'' میں ہے:

''عن ابی ھریرۃؓ قال رسول اللہ ﷺ تنکح المراۃ لاربع لمالھا ولحسبھا وجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک''(۲۵)

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے' اس کے حسب کی وجہ سے' اس کی خوبصورتی اور دین کی وجہ سے۔ پس تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو اس سے نکاح اس کی دین داری کی وجہ سے کر)

مسئلہ کفاءت:

آئمہ اربعہ کے نزدیک کفاءت کیلئے پانچ چیزوں کو دیکھا جاتا ہے:

۱۔ اسلام ۲۔ دین ۳۔ نسب ۴۔ مال ۵۔ پیشہ

ان سب کے مطابق ان چیزوں میں دین کا ہونا لازمی ہے مگر خوشحالی کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔(۲۶)

عقد نکاح میں کفو کے اعتبار کیلئے ایک روایت یوں ہے کہ:

نبی ﷺ نے فرمایا: علی تین چیزوں میں دیر مت کرنا - نماز جب اس کا وقت آ جاوے - جنازہ جب حاضر ہو اور بغیر شوہر والی عورت جب اس کا کفو مل جائے - (۲۷)

امام محمدؒ موطا میں یوں لکھتے ہیں:

"اگر کوئی عورت کفو میں اپنی مرضی سے شادی کرے اور مہر مثل میں کمی نہ کرے تو ایسا نکاح جائز ہے (یہی امام ابوحنیفہؒ کی بھی رائے یہ ہے" (۲۸)

"اگر باکرہ، بالغہ کا نکاح اس کے کفو کے ساتھ کرنے پر اس کے اولیاء راضی نہ ہوں بلکہ وہ لڑکی اپنا عقد خود کرنا چاہتی ہو تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ان کی مرضی کے خلاف اپنا نکاح (کفو) میں کر سکتی ہے" (۲۹)

کفو کے متعلق عین الہدایہ میں اس طرح درج ہے کہ:

ولی کا مقصد عورت کیلئے کفو کی تلاش کرنا ہوتا ہے - اگر عورت اپنا کفو خود تلاش کر لیتی ہے تو ولی کو اس پر جبر کرنے کا کوئی حق نہیں - صحیح مسلم" میں حضرت ام سلمہؓ کا قصہ ہے کہ

"جب آنحضرت ﷺ کا آدمی گیا اور ام سلمہ سے امور منظور کیے تو ام سلمہؓ نے اپنے صغیر عمر بن ابی سلمہ سے کہا کہ کھڑا ہو اور نکاح کر دے" (۳۰)

اس سے ثابت ہوا کہ یہ بچہ صغیر ولی نہ تھا - چنانچہ نکاح میں ولی کی اجازت کفو وغیرہ کیلئے ہے ورنہ عورت جو عاقلہ، بالغہ، آزاد ہے اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار اسے خود حاصل ہے -

خیار بلوغ:

نابالغ لڑکے یا لڑکی کے زمانہ نابالغیت میں ولی کے کئے ہوئے نکاح کو بالغ ہو جانے پر رد کر دینے کا اختیار "خیار بلوغ" کہلاتا ہے - ہر لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہو جانے پر اس نکاح کو رد کرنے یا فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے - خواہ وہ نکاح اس کے باپ دادا، یا کسی بھی ولی نے کیا ہو - (۳۱)

حنفیہ مکتب فکر کے نزدیک علاوہ امام ابو یوسفؒ کے یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ باپ اور دادا کے علاوہ اگر کسی دوسرے ولی نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کر دیا ہے تو نابالغ لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے پر خیار بلوغ حاصل ہے - (۳۲)

مالکیہ کے نزدیک صرف باپ اور شافعیہ کے نزدیک دادا اور باپ کو ولایت نکاح حاصل ہے - اس سلسلے میں امام ابوحنیفہؒ اور دیگر فقہاء کرامؒ کی دو رائیں ہیں - ایک رائے بر بنائے سنت اور دوسری بر بنائے استحسان - دلیل بر بنائے سنت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے

۵۰۰ درہم پر نکاح کیا اور وہ نکاح نابالغی کے زمانے میں حضرت عائشہؓ کے والد ماجد نے کیا تھا۔ اس طرح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمۃ الزہراءؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ۴۰۰ درہم پر کیا تھا۔ ان دونوں کے مہر مہر مثل سے کم تھے۔ مگر کسی نے خیار بلوغ ''اختیار نہیں کیا تھا۔ ضعیف ہے کیونکہ خیار بلوغ اختیاری فعل ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ فاطمۃ الزہراءؓ یا عائشہ صدیقہؓ خیار بلوغ کا اختیار استعمال کرنا چاہتی تھی مگر چونکہ نکاح ان کے والدین نے کیا تھا لہذا اس لیے انہوں نے یہ حق استعمال نہیں کیا۔ فقہاء کی دوسری دلیل بربنائے استحسان ہے کہ باپ کی شفقت اپنی اولاد کیلئے کامل ہے۔ اس لیے اس کی ولایت بھی کامل ہے۔ وہ اپنی اولاد کی خوشی، مفادات، مصالح کا اولاد سے زیادہ نگہ دار اور پاسبان ہے۔ وہ اولاد سے زیادہ مصلحتوں کو سمجھتا ہے۔ لہذا وافر شفقت اور اقامۃ الولایت ہونے کے سبب استحسان سے کام لیا جائے گا تو نتیجہ برآمد ہوگا کہ باپ اور دادا نے اولاد کی جملہ مصالح کو پیش نظر رکھتے ہوئے نکاح کیا ہے۔ لہذا ان کا کیا ہوا نکاح قابل پابندی اور واجب التعمیل ہونا چاہیے نہ کہ خیار بلوغ کے ذریعے فسخ کرنے کا اختیار ہونا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہاء کی یہ دلیل کہ نابالغ پر حق ولایت مکمل ہوتی ہے۔ اور نابالغ کو خیار بلوغ حاصل نہیں۔ یہ کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ اس کی حیثیت محض قیاسی اور عقلی ہے۔ جس کی بنیاد فطرت انسانی اور تجربات زمانہ پر ہے۔ ممکن ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ہم خیال فقہاء کے تجربے کی روشنی میں یہی بات ہو کہ باپ اپنی بالغ اولاد کی مصلحت کے خلاف کوئی بھی کام نہیں کرتا ہو۔ اگر کسی ملک کے پیش آمدہ مسائل حالات کے تحت کسی ملک کا قانون ساز ادارہ اس نتیجے پر پہنچے کہ دیانت اور امانت عنقاء ہوگئی ہے اور لوگ اپنے اختیارات کا غلط اور ناجائز استعمال کر رہے ہیں تو اس کا نتیجہ یقیناً اس تجربے سے مختلف ہوگا جو امام ابوحنیفہؒ اور ان ہم خیال فقہاء کا تھا۔ انگلستان میں ۱۸۸۳ء تک باپ اپنی اولاد کو آزادانہ فروخت کر سکتا تھا۔ اس کے بعد قانوناً پابندی کر دی گئی تھی۔ خود ہمارے اپنے وطن میں صوبہ سرحد میں ایسی مثالیں شاذ نہیں کہ باپ اپنی لڑکی کا نکاح اپنے ہونے والے داماد سے روپے پیسے لمبی دولت لے کر کرتا ہے جو حقیقتاً فروخت ہی کی ایک شکل ہے۔ (۳۳)

مزید یہ کہ فقہاء کرامؒ سے یہ صورت حال مخفی نہ تھی کہ کتب فقہ میں باپ یا دادا کے کیے ہوئے نابالغ نکاح کے لازم ہونے کے سلسلے میں چند شرائط ملتی ہیں کہ باپ یا دادا مالی معاملات میں غیر امین نہ ہو، غنڈہ یا لوفر نہ ہو، ذلیل پیشہ نہ ہو یا ایسے امور موجود ہوں جو نابالغ لڑکے یا لڑکی کیلئے مفید ثابت ہوتے تو خیار بلوغ حاصل ہوگا۔ یہ حکم امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ امام احمد کا متفق علیہ ہے۔ (۳۴)

تجزیہ:

ہر عاقل بالغ مسلمان مرد اور عورت کو بلاوساطت ولی نکاح کرنے کا حق حاصل ہے۔ البتہ اگر کوئی عورت مہر مثل سے کم پر یا غیر کفو میں شادی کر لیتی ہے تو ایسی صورت میں ولی کو بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہوگا۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ عاقل و بالغ پر اس کے نکاح کے معاملے میں جبر یا دباؤ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح بالغہ، مطلقہ، بیوہ کو بھی اپنا نکاح خود کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ (۳۵)

شمس الائمہ امام سرخسیؒ (م ۴۸۲ھ) بغیر ولی کے باکرہ کے نکاح کے متعلق لکھتے ہیں کہ اگر حضرت علی بن ابی طالب سے ایک واقعہ منقول ہے کہ:

> ''ایک عورت نے اپنی بیٹی کا نکاح اس کی مرضی سے کر دیا بعد میں اس لڑکی کے ولیوں کو علم ہو تو انہوں نے حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش ہو کر اعتراض کیا لیکن آپؓ نے اس نکاح کو جائز قرار دیا'' (۳۶)

ابن رشد بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد میں لکھتے ہیں:

> ''مذہب مالکی الی انه لایکون النکاح الابولی، وانهافی الشرط الصحةفی الروية اشهب...... عنه ویتخرج روياة ابن قاسم عن مالك فی الولاية قول راجع ان اشتراطهاسنة لافرض، وذلك انه روی عنه انه كان يری الميراث بين الزوجين بغيرولی.......... فكانه عنده من شروط التمام لامن شروط الصحة'' (۳۷)
>
> (اشہب کی روایت کے مطابق امام مالکؒ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا لیکن ابن قاسم نے امام مالکؒ سے ایک قول نقل کیا ہے جس کے مطابق ولی کی شرط سنت ہے واجب نہیں۔ چنانچہ مرد اور عورت اگر بغیر ولی کے نکاح کریں تو ان میں سے ایک فوت ہو جائے تو دوسرا اس کا جائز وارث ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک اگر کوئی بغیر ولی کے نکاح کرے تو وہ اس وقت تک مکمل نہ ہوگا جب تک ولی اپنی رضامندی کا اظہار نہ کر دے۔ گویا ولایت شرط اتمام نکاح کیلئے ہے نہ کہ صحت نکاح کیلئے۔

ولی کی موجودگی کے متعلق الکاسائی یوں لکھتے ہیں:

"بالغہ عاقلہ عورت کے نکاح کیلئے ولی کی موجودگی مستحب ہے خواہ وہ عورت باکرہ یا ثیبہ ہو- امام شافعیؒ کے نزدیک بالغہ وعاقلہ پر ولایت مشترک ہے- امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ کے نزدیک بھی عاقلہ بالغہ کو اپنے نفس پر ولایت حاصل ہے اور اس کے ولی کو بھی- اگر عاقلہ بالغہ عورت اپنا نکاح خود کرلے یا اپنا وکیل کسی شخص کو مقرر کردے تو امام ابوحنیفہؒ کے مطابق نکاح جائز ہو جائے گا- یہی قول امام زفرؒ امام ابو یوسفؒ کا ہے- (۳۸)

مزید عورت کے حق نکاح پر دلیل نصب الرایۃ میں ملتی ہے- ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ:

"ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک ایسے شخص سے کردیا ہے جسے میں ناپسند کرتی ہوں- آپ ﷺ نے لڑکی کے باپ کو بلایا اور پوچھا: پھر فرمایا کہ نکاح کا اختیار (جبر کے ساتھ) تجھے نہیں ہے پھر لڑکی سے فرمایا کہ جا تیرا جی جہاں چاہے نکاح کرلے" (۳۹)

مندرجہ بالا بیان کی گئی بحث سے ہم اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ:

معاہدہ نکاح کے اصل فریق مرد اور عورت ہیں نہ کہ ان کے ولی- اس لیے ایک عاقل اور بالغ عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بلا وساطت ولی اپنا نکاح کرسکتی ہے- آئمہ اربعہ کے درمیان اختلاف کی جو وجہ ہے اور جو آیات ولی کے اختیار کو ثابت کرنے کیلئے پیش کی جاتی ہیں ان سے واضح طور پر ظاہر نہیں ہوتا کہ باکرہ بالغہ عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت یا موجودگی شرط ہے- اس سلسلے میں جو احادیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں ان کے الفاظ اور صحت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے- چنانچہ فقہا کا ایک گروہ ان احادیث کو اس استدلال کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ ولایت صحت نکاح کی شرط ہے جبکہ دوسرا گروہ ایسی احادیث پیش کرتا ہے کہ جس سے ولایت کا ہونا ثابت نہیں ہوتا- نتیجہ کے طور پر جو آیات اور احادیث بطور دلائل پیش کی جاتی ہیں وہ محتمل علیہ ہیں- ان کے معنی و وسعت میں اختلاف ہے جس سے موافق و مخالف دونوں مفہوم نکالے جاسکتے ہیں- اس صورت حال کے پیش نظر جب قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ متحمل علیہ ہو اور آئمہ اربعہ کے درمیان نکاح کے جائز اور ناجائز ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہو تو عامۃ المسلمین کو وہ قول جو راجح رہا ہو اختیار کرنا چاہیے بشرطیکہ وہ نص کے خلاف نہ ہو بلکہ مصلحت عامہ کے مطابق ہو-

عقد نکاح کے بارے میں عورت کو جو اختیار حاصل ہے اس کے متعلق سید امیر علی عین الہدایہ میں یوں بیان کرتے ہیں:

''عورت کو جب اپنے مال کے معاملے میں اپنی لیاقت کی وجہ سے تصرف کا اختیار ہے تو پھر شوہر میں پسند کا حق بھی ہے یعنی وہ یہ کہہ دے کہ میں یہ شوہر نہیں چاہتی بلکہ وہ شوہر منظور کرتی ہوں' یہ اس کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے کا کھل کر اظہار کرے- نکاح باندھ دینے کا مطلب اس کے ولی سے صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ ولی اس کیلئے بہتر کفو کی تلاش کر سکے- نیز اس عورت کو لوگ یہ نہ کہیں کہ بڑی شوخ چشم دیدہ عورت ہے کہ خود عقد باندھتی ہے-(۴۰)

جبری شادی میں فسخ نکاح کا حق (قانونی حوالے)

دین اسلام ہر شخص کو فکر و عقیدہ کی آزادی فراہم کرتا ہے- اسلام نے رائے کا اظہار کرنے کیلئے کسی قسم کی قدغن نہیں لگائی- ارشاد الٰہی ہے:

''لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ''(۴۱) (دین میں کوئی جبر نہیں)

حکومت کا اولین اور مقدم فرض یہ ہے کہ وہ شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرے- حکومت نہ تو خود ان چیزوں پر ہاتھ اٹھائے اور نہ کسی کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت دے- قرآن مجید میں آتا ہے:

''وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ''(۴۲)

(اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ)

جیسا کہ ہم نے قرآن مجید کی روشنی میں بھی جائزہ لیا کہ کسی شخص کی رائے کو ہر معاملہ میں کس قدر اہمیت حاصل ہے- تو قانون بھی اسلام کے مقرر کردہ قوانین کی روشنی میں ہی انصاف کی فراہمی کرتا ہے- وہ ہر عاقل بالغ کو وہ تمام شہری اور بنیادی حقوق کی فراہمی کا پابند ہے جو حقوق اسے سیاسی 'مذہبی' اخلاقی معاشی اور معاشرتی طور پر حاصل ہیں- جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جبری شادی کے سلسلے میں عاقلہ' بالغہ کی رائے کو کتنی اہمیت حاصل ہے؟ تو قانون نے بھی عورت کو اس سلسلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اختیارات فراہم کیے ہیں کہ اگر کوئی فیصلہ جبر- دباؤ کے ذریعے اس لڑکی کے والدین یا ولی منوانے کی کوشش کرتے ہیں تو قانونی چارہ جوئی کا مکمل حق اس عاقلہ' بالغہ لڑکی کو حاصل ہے-

اس سلسلے میں ہمارے سامنے حالیہ کیس جو جبری شادی کے سلسلے میں سندھ ہائی کورٹ کے

سامنے شائستہ عالمانی کے حوالے سے پیش ہوا۔ مختلف اخبارات' میڈیا کے ذریعے بھی اس کیس کی کوریج ہوئی۔ لڑکی کا تعلق صوبہ سندھ کے ضلع گوٹکی' قبیلہ عالمانی سے تھا۔ اس کو اپنی پسند کی شادی کرنے کی وجہ سے کاروکاری کی سزا سنائی گئی کیونکہ اس کے ولی اس بات سے ناخوش تھے کہ شائستہ نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے۔ انہوں نے جبراً اس کا نکاح اپنے قبیلے کے کسی فرد سے بغیر اس کی رضامندی اور موجودگی کے کر دیا۔ مگر شائستہ نے سندھ ہائی کورٹ کے ذریعے قانونی دادرسی حاصل کی۔ عدالت نے تمام حقائق کی چھان بین کرنے کے بعد فیصلہ لڑکی کے حق میں دیا۔ نہ صرف فیصلہ دیا بلکہ قانونی تحفظ بھی فراہم کیا۔ اس سلسلے میں چند باتیں جو ''International The News'' نے پیش کی ہیں' درج ذیل ہیں:

(i) To banish the tribal archaic system of karo-kari.

(ii) To give protection to the girl.(43)

نہ صرف اس اخبار بلکہ پاکستان کی تمام معروف اخبارات میں بھی اس کیس سے متعلق خبریں شائع ہوتی رہیں۔ مختصر یہ کہ ہمارے دین اسلام میں ہر عاقلہ' بالغہ خواہ وہ ثیبہ ہو یا غیر ثیبہ اس کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ کوئی شخص جبراً بلا رضامندی اس کو شادی کیلئے مجبور نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے ولی ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھائے۔

مذکورہ بالا گفتگو کے بعد آخر میں اب فقہ اکیڈمی انڈیا کے اٹھائے گئے سوالات کے جوابات پیش خدمت ہیں:

۱۔ ڈرا دھمکا کر' زدوکوب کے ذریعے یا پاسپورٹ ضائع کر دینے کی دھمکی دے کر یا نفسیاتی دباؤ ڈال کر اگر نکاح پر جبراً راضی کر بھی لیا جائے تو یہ نکاح واقع ہو جائے گا مگر ہم اس کو رضامندی نہیں کہہ سکتے۔ اس کی دلیل ''مشکوٰۃ المصابیح'' ص ۲۸۲ میں درج حضرت ابی ہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''ثلاث جدھن جد وھزلھن جد' طلاق' والنکاح والراجعة'' (۴۴)

تین باتیں ایسی ہیں کہ اس میں حقیقت بھی حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت (وہ باتیں یہ ہیں) طلاق' نکاح اور رجوع)

۲۔ زبردستی دستخط یا غیر معمولی دباؤ کو حقیقی اذن تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ کفو کا لحاظ ہونا نکاح کیلئے لازمی امر ہے۔ حسب ونسب' دیانت' اسلام' پیشہ' آزادی' خوشحالی' تقریباً ہر چیز کو دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ برطانیہ میں پرورش پانے والی لڑکی کا ہندوستان میں پرورش پانیوالے لڑکے سے رشتہ جوڑ دیا جائے تو اس سلسلے میں ولی کو چاہیے

کہ وہ لڑکا اگر ہر لحاظ سے کفو میں آتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ لڑکی پر جبر کے ذریعے رضامندی حاصل کرنا اس کا حق نہیں۔ولی کا مقصد بہترین کفو کی تلاش کی ساتھ اولاد کی رضا کا بھی خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر مرد میں کوئی ایسی فاسق بات موجود ہے۔مثلاً وہ زانی' مجرم' بدکردار آدمی ہے تو ایسی صورت حال میں ولی کو بالکل اختیار نہیں کہ وہ جبراً اذن حاصل کرلے۔بصورت دیگر اگر کفو میں رشتہ ہے تو لڑکی کو نرم طریقے سے ولی سمجھا سکتا ہے نہ کہ دباؤ جبر کے ساتھ رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔محض معاشرتی فرق کی وجہ سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

۴- اگر مرد اور عورت آپس میں تعلق قائم نہیں کرتے یا کرلیتے ہیں تو ایسی صورت میں حکم یکساں نہیں ہے۔اگر عورت اپنی مرضی سے بعد میں تعلق قائم کرلیتی ہے تو یہ بھی رضامندی ہی کی ایک قسم شمار ہوگی۔اگر زبردستی' جبرودباؤ دھمکا کر یا باندھ کر تعلق قائم کیا جاتا ہے تو اس کو رضامندی شمار نہیں کیا جاسکتا

۵- اگر لڑکی پر جبر واکراہ ثابت ہوجائے تو قاضی یا شرعی کونسل کو نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے۔آپ ﷺ کے پاس ایسے کئی مقدمات آئے جیسا کہ پیچھے تحریر کیا گیا ہے کہ لڑکی کو بغیر رضامندی کے نکاح پر مجبور کیا گیا تھا مگر آپ ﷺ نے ایسے نکاح کے معاملے میں لڑکی کو اختیار دیا۔اس سلسلے میں مزید ایک روایت صحیح بخاری' صحیح مسلم' نسائی' موطا امام مالک' میں موجود ہے:

''خنساء بن خدام کے والد نے ان کا نکاح زبردستی ان کی مرضی کے بغیر کردیا تھا۔وہ اس آدمی کو ناپسند کرتی تھی۔وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور فرمایا حضور ﷺ میری عرضداشت سنیئے: آپ ﷺ نے اُس کو فسخ نکاح کا اختیار دیا تھا۔(۴۵)

مصادر

۱۔ قرآن حکیم' النساء' ۴:۲۱

۲۔ قرآن حکیم' النور' ۲۴:۳۲

۳۔ قرآن حکیم' الرعد' ۱۳:۳۸

۴۔ صحیح بخاری' ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری' (مترجم) علامہ وحید الزمان' ج ۳ ص ۶۳' مکتبہ رحمانیہ' اردو بازار' لاہور

۵۔ مشکوٰۃ المصابیح' ولی الدین خطیب التبریزی (مترجم) مولانا خلیل صادق' ج ۳ ص ا' کتاب النکاح' مکتبہ رحمانیہ' لاہور

۶۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ' عبدالرحمٰن الجزیری' ج ۴ ص ۲/۳' محکمہ اوقاف پنجاب' لاہور

۷۔ فتاوی عالمگیریہ' مولانا سید امیر علی' ج ۲ ص ۱۲۵' قانونی کتب خانہ' لاہور

۸۔ بدائع الصنائع' امام علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی' ج ۲ ص ۲۲۸' مطبوعہ مصر

۹۔ عین الہدایہ' سید امیر علی' ج ۲ ص ۳۴' امجد اکیڈمی اردو بازار' لاہور

۱۰۔ قرآن حکیم' البقرۃ' ۲:۲۳۲

۱۱۔ قرآن حکیم' النور' ۱۸:۳۲

۱۲۔ مشکوٰۃ شریف' ولی الدین خطیب التبریزی' (مترجم) مولانا خلیل صادق' ج ۳ ص ۱۶' مکتبہ رحمانیہ لاہور

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ موطا' امام مالک' ص ۳۷۸' باب کتاب النکاح (عربی-اردو) اسلامی اکادمی' لاہور

۱۶۔ قرآن حکیم' البقرۃ ۲:۲۴۰

۱۷۔ قرآن حکیم' البقرۃ' ۲:۲۳۰

۱۸۔ ایضاً' ۲:۲۳۲

۱۹۔ صحیح بخاری' ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری' (مترجم) علامہ وحید الزمان' باب کتاب النکاح' ج ۳ ص ۶۳' مکتبہ رحمانیہ' اردو بازار' لاہور۔

۲۰۔ سنن ابی داؤد' (مترجم) علامہ وحید الزمان' باب کتاب النکاح' ص ۱۳۹-۱۳۸' ۱۰۱' اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاہور

۲۱۔ ایضاً' حدیث نمبر ۳۶۸' ص ۱۳۹

۲۲۔ معجم فقہ ابن حزم ظاہری ج ا ص ۱۰۳۰ دمشق ۱۹۶۶ء
۲۳۔ التحقیق فی احادیث الخلاف ابن جوزی ج ۲ ص ۲۶۲ بیروت ۱۹۹۶ء
۲۴۔ ایضاً
۲۵۔ صحیح بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (مترجم) علامہ وحید الزمان ج ۳ ص ۱۷۲ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
۲۶۔ مسئلہ کفاءت مولانا مجیب اللہ ندوی دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور
۲۷۔ عین الہدایہ (مترجم) سید امیر علی ج ۲ ص ۴۸ امجد اکیڈمی اردو بازار لاہور
۲۸۔ موطا امام محمد ص ۳۳۸ قرآن محل کراچی
۲۹۔ جامع الاحکام سید امیر علی ج ا ص ۲۴۸ دہلی روڈ لاہور
۳۰۔ عین الہدایہ (مترجم) سید امیر علی ج ۲ ص ۴۳ امجد اکیڈمی اردو بازار لاہور
۳۱۔ مجموعہ قوانین اسلام ص ۲۳۱
۳۲۔ فتاوی قاضی خان فخر الدین ج ا ص ۱۶۶ مطبوعہ ہند
۳۳۔ مجموعہ قوانین اسلام ص ۳۳۵
۳۴۔ ردالمختار ابن عابدین ج ۲ ص ۳۱۲-۳۱۳ مطبوعہ مصر
۳۵۔ کنز الدقائق قدوری ص ۱۰۰ قرآن محل کراچی
۳۶۔ امام سرخسی المبسوط ج ۵ ص ۱۰ مصر ۱۳۲۷
۳۷۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد علامہ ابن رشد ج ۲ ص ۸ مصر ۱۹۶۰ء
۳۸۔ بدائع الصنائع الکاسانی ج ۲ ص ۲۴۹-۲۴۷
۳۹۔ نصب الرایۃ جمال الدین زیلعی ج ۳ ص ۱۸۲ بیروت ۱۹۳۸ء
۴۰۔ عین الہدایہ سید امیر علی ج ۲ ص ۳۵ امجد اکیڈمی اردو بازار لاہور
۴۱۔ سورۃ البقرۃ ۲:۲۵۶
۴۲۔ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۳۳
۴۳۔ International the News, Friday, Jan.16,2004.
۴۴۔ مشکوۃ المصابیح (مترجم) مولانا خلیل صادق ص ۲۸۲ باب الخلع والطلاق مکتبہ رحمانیہ لاہور
۴۵۔ عدالت نبوی ﷺ کے فیصلے عبدالقرطبی ص ۱۱۷-۱۱۸ ادب بستان لاہور ۱۹۹۸ء